⊙ شائستہ مشتاق
پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اُردو، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد
⊙⊙ ڈاکٹر طارق ہاشمی
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد

گرگِ شب اور اقدارِ شرق کی حساسیت

Abstract:

"Gurg-i-shab" is a famous novel of Ikram ullah published in 1978.It is an important novel in relation to the sensitivity of Eastern values.Basically it is a psychological novel whose story revolves around a man "Shafi/Zafar".He is illegitimate child of his step brother that;s why faces humiliation and disgrace everywhere.He suffers from a certin level of stress as a result many psychological and sexual disordersare arise. He is living in a society where Human being is bound by dead values and moral system. He endures humiliation all his life despite being innocent. This novel and Shafi's character is a severe criticism on the collective attitude of our societywhich drives a Conscious person to a Mental Asylum.

Keywords:

Gurg-i-Shab, Ikram ullah, Eastern, Human, Humiliation, Moral

معاشرتی اقدار کی ترجمانی کا فریضہ انجام دیتے ہوئے ادیب اِن سوالات کو فراموش نہیں کر سکتا کہ قدریں تشکیل دینے والی سماجی طاقتیں کون سی ہیں اور اقدار تشکیل دے کر کیا مفادات حاصل کیے جا رہے ہیں؟ مذکورہ مفادات کے حصول کے لیے یہ ضروری ہوتا ہے کہ اقدار کے ساتھ ایسی حساسیت وابستہ کی جائے کہ ان کے خلاف حرفِ بغاوت رقم نہ کیا جا سکے۔ اقدار کی تشکیل میں مذہب کا سہارا بھی لیا جاتا ہے اور ان دیگر مقدسات کا بھی جن کا تعلق ثقافت یا روایات سے ہوتا ہے۔ ادب کی سماجی تواریخ اس امر کی شاہد ہیں کہ اقدار کے تحفظ کے پیشِ نظر اہلِ قلم کو نہایت تلخ تجربات کا سامنا کرنا پڑا، جس میں ان کی نگارشات کے ضیاع اور پابندی سے لے کر تخلیق کاروں کی بندش و مرگ تک کی سزائیں شامل ہیں۔

نوآبادیاتی عہد میں مشرق کی سماجی اقدار کا تجزیہ کئی ایک سطحوں پر ہوا اور اہلِ قلم نے اپنی شعری و نثری تخلیقات

میں اقدارِ شرق کی حساسیت پر سوال اٹھائے۔اس سلسلے میں بعض ادیبوں نے جب جنس ایسے موضوع پر نظمیں یا افسانے رقم کیے تو انھیں کئی ایک سطحوں پر مخالفت بلکہ مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔

اقدارِ شرق کی حساسیت کے سلسلے میں اکرام اللہ کے ناول گرگِ شب کی اہمیت کئی ایک حوالوں سے ہے۔ جس دور میں یہ تخلیق سامنے آئی اس دور کی تلخ سچائیوں کو پیش کرنا ایک زیرک ادیب کے سیاسی وسماجی شعور کا بنیادی وصف ہے۔ان کے مجموعی تخلیقی سرمائے کا جائزہ لیا جائے تو طبقاتی نظام سے نفرت، انسانی استحصال، فرقہ واریت، جنگ اور امن، آفاقی اقدار کی تلاش، زندگی کے تلخ حقائق، جنسی ونفسیاتی شعور، وجودی تصورات، انسانی رشتوں سے بے تعلقی، روحِ عصر سے وابستگی ایسے رجحانات اور موضوعات ہیں جو اکرام اللہ نے اپنی تخلیقات میں پیش کیے۔

اکرام اللہ کا ناول گرگِ شب ایک ایسے وقت میں منظرِ عام پر آیا جب ملک ایک خاص طرح کے نظریے کے زیرِ اثر تھا۔گرگِ شب موضوعاتی اعتبار سے ایک فطری اور نفسیاتی ناول ہے،جس کا مرکزی کردار شفیع/ظفر ہے جو ایسے معاشرے میں سانس لے رہا ہے جہاں انسان ذہنی طور پر آزاد نہیں ہے۔وہ مردہ اقدار اور اخلاقی نظام کا پابند ہے۔محمد خالد اختر کے خیال میں:

> ''گرگِ شب ایک ایسے اُلجھے ہوئے دراڑ پڑے شخص کی کہانی ہے جو ایک Incest کے رشتے سے اس دنیا میں آیا ہے اور اب اپنی ذہنی گرہوں کی وجہ سے اپنی شرم اور نفسیاتی رکاوٹوں کی دیوار پھاند کر ایک عام اوسط آدمی کی ذہنی اور جسمانی زندگی کا حاصل کرنا اُس کے لیے ناممکن ہو گیا ہے۔ وہ اس جنسی اور جذباتی محرومی کے ہولناک خلا کو پُر کرنے کے لیے اپنی تنہائی سے بچنے کے لیے شراب کا سہارا لیتا ہے۔اُس کا عزم یا اُس کا شاندار کاروبار بھی اُسے اپنے وحشت ناک خوفوں سے مہلت نہیں دلاتے اور رفتہ رفتہ اُس کے ہوش وحواس جواب دینے لگتے ہیں اور وہ اس زینے پر سے نیچے گرنے لگتا ہے۔ایک سنگ دل، بے پروا، مقدر سے دھکیلا ہوا جو سیدھا پاگل خانے اور مکمل ذہنی انتشار کی طرف جاتا ہے۔''(۱)

ڈاکٹر ممتاز احمد خاں بھی ناول کے موضوع کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''گرگِ شب (۱۹۷۸ء) میں موضوع کے اعتبار سے ایک تجربہ کیا گیا ہے جس کا تعلق ایڈی پس کمپلیکس (Odipus Complex) جیسے نفسیاتی وجنسی رویے سے ہے، بلکہ یوں کہیے کہ Incest سے ہے، جس کا مطلب ہے کہ اُن لوگوں سے جنسی تعلق کہ جن سے کہ اُسے حرام قرار دیا گیا ہے۔''(۲)

موضوعاتی لحاظ سے گرگِ شب ایک شخص شفیع کی کہانی ہے جو کسی کی بے نکاحی اولاد ہے۔یہ ایک ایسا حساس موضوع ہے، جس پر اکرام اللہ نے پہلی بار قلم اٹھایا۔اردو ادب میں اس کی روایت نہیں رہی ہے لیکن مغربی ادب میں فکشن کی روایت کو ملاحظہ کیا جائے تو اس کے نقوش بہت پہلے سے ملتے ہیں۔وکٹورین عہد میں اس رجحان نے بہت مقبولیت حاصل کی، جس کی بنیادی وجہ نہ صرف سماج میں قدروں کی تبدیلی تھا بلکہ وہ قوانین بھی تھے جو بینکاحے بچوں کے سلسلے میں

تشکیل دیے گئے۔

گرگِ شب کا مرکزی کردار اپنے سوتیلے بھائی کا بچہ ہے۔ وہ جس معاشرے میں زندہ ہے وہاں اسے حرام کی اولاد ہونے کی وجہ ہر جگہ ذلت اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور وہ اس راز کو چھپانا چاہتا ہے تاکہ سماج میں اس کی عزت برقرار رہے۔ اس کردار کے اندر بہت سی نفسیاتی کمزوریاں نظر آتی ہیں۔ ہر رات اسے خواب آتے ہیں جو اسے کسی نہ کسی طرح پستی اور ذلت کی طرف دھکیل دیتے ہیں اور وہ ہراساں ہو جاتا ہے۔

شفیع/ظفر ایک کمزور کردار ہے جس کے اندر بہت سے نفسیاتی الجھاؤ نظر آتے ہیں۔ مشرقی سماج میں ایسے افراد نفسیاتی اعتبار سے ایک خاص ذہنی دباؤ بلکہ کرب کا شکار رہتے ہیں حالانکہ فی الاصل نہ تو یہ مجرم ہوتے ہیں نہ ہی کسی گناہ میں ملوث۔ ایسی بہت سے 'حرام' افراد ہیں جو معاشرے میں اس طعنے کے باوجود زندگی کی جنگ لڑے اور کامیاب ہوئے لیکن گرگِ شب کا شفیع عجیب ذہنی کرب کا شکار ہو کر اپنے لیے کوئی عافیت کی پناہ گاہ تلاش کرتا ہے:

> ''مجھے یوں محسوس ہوا جیسے سمندر کے وسط میں ایک بہت ہی ننھا منا سا جزیرہ ہے، جس پر کچھ لوگ پناہ گزین ہیں اور میں کہیں سے طوفان کی مار کھاتا، بہتا ہوا آ رہا ہوں اور یہ لوگ مجھے موت سے بچالیں گے۔ میں نے گاڑی جزیرے کے بالکل سامنے سڑک کے دوسرے کنارے آ کر روک دی۔ ایک طرف حمام میں چائے سُوسُو کر رہی تھی اور گیس کا لیمپ لکڑی کے کھوکھے پر دھرا تھا۔ اس کے آس پاس خالی گلاس، پیالیاں وغیرہ بجی ہوئی تھیں۔ چٹائیوں پر بیٹھے انہاک سے چائے پیتے لوگوں میں سے ایک آدھ نے گھوم کر رکتی ہوئی کار پر سرسری نظر ڈالی اور پھر چائے پینے میں مصروف ہو گیا۔ تو کیا یہ ہیں وہ لوگ جو بھوتوں سے لڑنے کے لیے اندرونی قوت بخشیں گے۔ اور جن کی مجھ میں دلچسپی زیادہ سے زیادہ ایک سرسری نظر تک محدود ہے۔ میں دراصل تنہا نہیں رہ سکتا، جسمانی طور پر اکیلا شخص ممیا ممیا کر اپنے کان خود کھا جاتا ہے۔ روح تنہا ہو چاہے آپ انجمن ہی کیوں نہ ہوں ذہن کے اندر ایک گونج سی پیدا ہو جاتی ہے۔ میں نے یہ گونج کئی بار اپنے ذہن میں ابھرتی ہوئی سنی ہے۔''(۳)

شفیع/ظفر کا کردار ہمارے معاشرے کا ایک ایسا کردار ہے جس کا بچپن اس کی ذات کا اعتماد ختم کر دیتا ہے اس بچپن سے وہ کبھی باہر نہیں نکل پاتا۔ بچپن میں جب لوگ آپ کی تعریف کر رہے ہوتے ہیں تو آپ کے اندر خود اعتمادی آ جاتی ہے لیکن اگر رنگ، نسل، عقل، یا معاشرے میں حرام کی اولاد ہونے کی بنا پر ایک کو نشانہ بنائے جائے تو آپ کی شخصیت مسخ ہو جاتی ہے۔ جب ایسا کردار جوان ہوتا ہے تو خود بخود اس کے اندر ماحول سے فرار کی کوشش شدید تر ہو جاتی ہے۔ ہمارے معاشرے میں ایسا کردار خود بخود ماحول سے فرار کی کوشش کرتا ہے۔

یہ فراریت یا تو کسی جرم کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے یا پھر ایسا کردار معاشرے میں ایک نئی پہچان حاصل کرنے کی لگن کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ وہ کوشش کرتا ہے کہ معاشرے میں ایک ایسی پہچان کے ساتھ واپس آئے جو اس کی پرانی پہچان کو مٹا دے اُسے ان سب سوالوں سے نجات دلا دے جو آس پاس کے لوگ اس کے سامنے قدم قدم پر لا کھڑا

کرتے ہیں۔

وہ خود کو کسی ایسی سرگرمی میں شامل کر لیتا ہے جو معاشرے میں اس کی پرانی پہچان مٹا دے وہ ایک ایسا مختلف شخص بن جاتا ہے۔ جس کی معاشرے میں عزت ہو عزت جو اس تمام ذلت کو مٹا دے جو اس کے بچپن میں اس پر تھوپی گئی۔ لیکن کیا دولت عزت، شہرت کا لک ملی اس تہہ در تہہ سیاہی کو دھو سکتی ہے ظاہر ہے ہمارے معاشرے میں ایسا ممکن نہیں ہے۔ ڈاکٹر ناصر عباس نیئر رقم طراز ہیں:

> ''جدید عہد، جدید عہد کا انسان، اس کی صورتِ حال یہ سب تجریدی الفاظ محسوس ہوتے ہیں۔ ناول میں انھیں ایک خاص سیاق میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ سیاق آدھا عالمی، عمومی انسانی محسوس ہوتا ہے۔ آدھا مقامی، پاکستانی مثلاً جہاں تک مرکزی کردار کی دہری شناخت اور اس کی ذات کے تاریک پہلوؤں کا تعلق ہے وہاں یہ عالمی عمومی انسانی ہے لیکن جہاں کردار کو جدوجہد کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے اور اس جدوجہد میں ناکامی کی تعبیر پیش کی گئی ہے۔''(۴)

شفیع/ظفر اس خوف اور تنہائی سے نجات حاصل کرنے کے لیے دو طریقے اختیار کرتا ہے۔ وہ شراب پینا شروع کر دیتا ہے تا کہ اس شراب کے نشے میں ڈوب کر وہ سب بھلا دے جو معاشرے نے اُسے پیدا ہوتے ہی انعام میں دیا ہے لیکن اس کے باوجود ہر رات سونے کے باوجود خوابوں میں وہی ملامتی باتیں اور وہی الزامی واقعات ہوتے تھے۔ وہ سوچتا ہے:

> ''اس نظام شمسی میں ہماری زمین ایک مختصر سیارہ ہے اور اس کہکشاں میں اس طرح کے کروڑوں نظامِ شمسی موجود ہیں اور پوری کائنات میں اس طرح کی لاکھوں کہکشائیں ہیں۔ میں نے اپنے سے بہت بڑے مسئلے پر لکھنا شروع کر دیا ہے۔ اور ہوگا یہ کہ مکھی اسی طرح ذہن میں بھنبھناتی رہ جائے گی اور موقعہ ملنے پر پھر آفت مچا دے گی۔ بات وہیں سے پھر شروع کرتا ہوں۔ اپنے ماضی سے مربوط ہونے کی وجہ سے جو کچھ میں ہوں، اپنی ذات سے بندھا ہوا ہوں۔ اب میں اس سے بھاگ کر، اپنے آپ سے بغاوت کر کے کہیں نہیں جا سکتا۔ مجبور ہوں، میرے جیسے حالات میں کوئی پاگل نہ ہوتا تو خودکشی کر لیتا۔ خودکشی نہ کرتا تو تارک الدنیا ہو جاتا۔ تارک الدنیا نہ ہوتا تو مجرم بن جاتا، مجرم نہ بنتا تو کسی طور پر جابر و قاہر سلطان بن جاتا۔ جابر و قاہر سلطان نہ بنتا تو مصلح بن جاتا اور پورے معاشرے کو سوچ کی ایک نئی نہج دے دیتا جس سے اس طرح کے حالات و واقعات اس کے لئے ایسی تکلیف دہ اور باعثِ شرم صورتِ حال پیدا کرنے کا سبب نہ رہتے۔ لیکن ہر کسی کا حلقہ کار بھی تو ازل سے اس کی اپنی ذات کے اندر بند ہے۔''(۵)

نجات کا دوسرا طریقہ تھا کسی عورت کی آغوش میں پناہ لینا ایک ایسی عورت جو اس کی شخصیت کی گرتی عمارت کو اپنی نازک اداؤں اور محبت بھری نگاہوں سے سہارا دے لیکن اپنے پرانے خوف اور ڈراؤنے خوابوں سے طاری ہوئی ہیجانی کیفیت اس کو اندر تک منجمد کر دیتی ہے جس سے اس کی جنسی کشش کا اختتام بھی شرمندگی اور ذلت کی صورت میں ہی نکلتا ہے۔

گـــــرگِ شـــــب اگرچہ ایک مختصر ناول ہے لیکن پلاٹ کے لحاظ سے اپنے اندر وجودی بحران کی ایک ایسی المناک داستان سموئے ہوئے ہے جو تہہ در تہہ اپنا آپ ظاہر کرتی ہے۔اس کہانی میں ہمارے آس پاس موجود انسانی وجود پر لگے بے شمار چھپے کانٹے اُبھر کر سامنے آنا شروع ہو جاتے ہیں۔قاسم یعقوب نے اپنے مضمون میں اس پہلو سے یہ نکتہ بہ طورِ خاص بیان کیا ہے۔ان کے بہ قول:

> ''ناول میں جس چیز پر سب سے زیادہ زور دینے کی کوشش کی گئی ہے وہ حرامی اولاد کا تخلیقی وجود ہے جو سماجی حوالے سے ناجائز جنسی ارتباط کا نتیجہ ہے، مگر عجیب بات یہ ہے کہ شفیع سے ظفر تک سارا سفر بھی جنسی ہیجانیت کے واقعات کا مرقع ہے۔''(۶)

یہ وہ کانٹے جو ہم اپنے آس پاس کے متاثرہ زبان کی لذت کی خاطر خود بھی جانے انجانے میں لگاتے ہیں۔ ایک مفکر کا قول ہے''نہیں، کسی کو تکلیف پہنچانے کے لیے کمینہ بننا ضروری نہیں ہے۔''

یہ ناول اور شفیع/ظفر کا کردار ہمارے معاشرے کے اس اجتماعی رویے پر شدید تنقید ہے جس میں زخموں پر مرہم رکھنے سے زیادہ ان کو کرید کر مرچیں لگانے کا کردار ادا کیا جاتا ہے۔یہ ناول ہم کو یہ سوچنے پر مجبور کرتا ہے کہ ہم سب میں ہمدردی اور ایک دوسرے کو سمجھنے میں کتنی کمی ہے اور دوسرے لوگ عذاب میں کیوں مبتلا ہوتے ہیں۔جیسا شفیع کے ساتھ اس کی بھابھی، دوستوں اور اس کی محبوبہ ریحانہ نے اس کو بتا کر یا سوال پوچھ کر تکلیف میں مبتلا کیا وہ اپنے باپ کی اولاد نہیں ہے؟ اعلیٰ طبقے کی منافقت بے راہ روی اور مفادات کے لیے کس حد تک گر جانے کی جو تصویر کشی اس ناول میں کی گئی ہے وہ مبنی بر حقیقت ہے۔عجیب اتفاق ہے کہ ہے کہ ایک انتہائی اہم موضوع پر رقم کیے گئے اس ناول کی تحسین کے باوجود اس پر سرکاری پابندی کے سلسلے میں کلی طور پر خاموشی اختیار کی گئی۔بہ قول ڈاکٹر ناصر عباس نیر:

> ''گرگِ شب کی تقدیر منٹو اور عصمت کی کتابوں سے مختلف تھی۔گرگِ شب پر پابندی کے خلاف نہ اس زمانے میں نہ بعد میں کوئی قابلِ ذکر تحریر لکھی گئی۔البتہ بعض نقادوں کی تحریروں میں اس کا ذکر اچھے لفظوں میں کبھی کبھار کیا جاتا رہا۔''(۷)

ناول پر پابندی کی بنیادی وجہ یہی تھی کہ اس وقت کے مخصوص اہلِ دانش نے اپنی اقدار پر اس کہانی کو ایک حملہ خیال کیا لیکن آج، جب ہر طرف موبائل انٹرنیٹ کے زیرِ سایہ پروان چڑھتی نئی نسل (Incest) کا اس وقت سے کہیں زیادہ علم رکھتی ہیں۔یہ کہانی اب پہلے سے کہیں زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔سوشل میڈیا اور ماحول میں رونما ہونے والے مسلسل تغیرات بعض نئی قدروں کو جنم دے رہی ہیں۔اس فضا میں کسی کہانی پر محض سرکاری پابندی سے مسائل کا حل تلاش کرنا خام خیالی سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔اکرام اللہ کا اس حساس موضوع پر کہانی لکھنے کا بنیادی مقصد بھی اقدار کی حساسیت پر ضرب لگانا تھا۔ان کے خیال میں:

> ''دنیا اس وقت در دِزہ میں مبتلا ہے اور شاید چند صدیوں میں نئی اقدار تولد ہو جائیں۔اب چونکہ مصلحوں کے آنے کا دستور ختم ہو گیا۔(جو نئی اقدار کو منجھی ہوئی دائیوں کی طرح معاشرے کی کوکھ سے کھینچ کر باہر لے آیا کرتے تھے) اس لیے انسانیت کو خود ہی مجموعی طور پر کوشش کر کے نئی اقدار کو

اپنے اندر سے پیدا کر کے باہر لانا ہے۔"(۸)

نئی قدروں کی تشکیل میں تا حال سیاسی ، سماجی ، معاشرتی بلکہ ایک حد تک عالمی رکاوٹیں بھی حائل ہیں لیکن اہلِ قلم گـــــرگِ شـــــب ایسی کہانیوں کی تخلیق سے فکری سطح پر راہ ہموار کر سکتے ہیں۔ اس ناول کی کہانی نہ صرف انسان کے اندر معاشرے میں خوف پیدا کرنے والے عوامل سے خبردار کرتی ہے بلکہ یہ شعور بیدار کرتی ہے کہ رویوں پر نظر ثانی اہم معاشرتی تقاضا ہے۔ یہ رویئے عملی طور پر باہمی سلوک کی سطح پر بھی ہیں اور سوچ کے لحاظ سے فکر و نظر کی سطح پر بھی۔ وقت افکار و اقدار کی بہت سی کروٹیں لے چکا ہے اور ناگزیر ہے کہ اقدارِ مشرق کی حساسیت سے سراسیمہ اور خوابیدہ فرد بیدار ہو۔

حوالہ جات

۱۔ محمد خالد اختر، دیباچہ: گرگِ شب، از: اکرام اللہ، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۷۸ء)، ص ۵

۲۔ ممتاز احمد خاں، آزادی کے بعد اُردو ناول، (کراچی: انجمن ترقی اُردو پاکستان، ۱۹۹۷ء)، ص ۱۴۰

۳۔ گرگِ شب، ص ۱۰۳۔۱۰۴

۴۔ ناصر عباس نیئر، اکرام اللہ کا گرگِ شب، مشمولہ: ادبیات (ناول نمبر)، (اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، جولائی تا دسمبر ۲۰۱۹ء)، ص ۵۳۸

۵۔ گرگِ شب، ص ۱۱۸

۶۔ قاسم یعقوب، گنہ اور گنہ گار وجود کے درمیان گرگِ شب، کتابوں پر تبصرے، علم و ادب، دسمبر ۲۰۰۲ء

۷۔ اکرام اللہ کا گرگِ شب، مشمولہ: ادبیات (ناول نمبر)، ص ۲۳۸

۸۔ گرگِ شب، ص ۹